DARYAFT: ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 15, Issue 02,(Dec 2023): DOI #https://doi.org/10.52015/daryaft.v15i02.340

ڈاکٹر محمد اصغر سیال

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام

ایسوسی ایٹ پروفیسر/ چیئرمین شعبہ اقبالیات و فلسفہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

افکارِ اقبال میں "آرزو" کی معنیاتی جہات

Dr. Muhammad Asghar Sial
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University Bahawalpur
Dr. Muhammad Rafiq ul Islam
Associate Professor/ Chairman, Department of Iqbal Studies & Philosophy, The Islamia University Bahawalpur

Semantic Aspects of "Wish" in Iqbal's Thoughts

ABSTRACT

Allama Iqbal (1877–1938) is a great poet, philosopher and thinker, he has a special place in his philosophy and ideas. He has expressed his feelings in poetry and prose. The life and thoughts of any writer and intellectual are hidden in his desire. In this research paper, an analytical study of Allama Iqbal's thoughts has been presented with the help of Iqbal's poetry, letters and other prose passages. He has mentioned the creation and fulfillment of desire in his writings. In many places, he has openly expressed that he has presented ideas about the identity of the Muslim nation and the life of an individual. Adopting the analytical approach of research, different concepts of hope have been derived from his thoughts. In the Iqbalistic research, only hope has been seen as less than the meaningful point of view of national unity on the political scene. Iqbal's desire was fulfilled in the form of the Muslim Unity of Muslims in India.

Keywords: *Allama Iqbal, Hope, Youth of Islam, Muslim Unity, Iqbal's Vocabulary, Iqbal's Wishes, Fair Government, Iqbal's Poetry and Prose, Meanings*

علامہ اقبال شاعر و مفکر کے ساتھ ساتھ اپنے فلسفے اور تصورات میں بذاتِ خود ایک جہاں تھے۔ انھوں نے اپنے کلام اور نثر میں اپنی آرزوؤں کا اظہار کیا۔ کسی بھی دانش ور کی حیات اور فکر کا جائزہ اس کی آرزوؤں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں کلامِ اقبال، خطوط اور دیگر نثری اقتباسات کی مدد سے علامہ اقبال کے تصورات کا جائزہ اس کی

Received: 15th Aug, 2023 | Accepted: 1st Dec, 2023 | Available Online: 30th Dec,2023
DARYAFT, Department of Urdu Language & Literature, NUML, Islamabad.
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

فکری آرزوؤں میں تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انھوں نے اپنے کلام میں آرزو کی پیدائش اور تکمیل کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اپنی آرزوؤں کے خاتمے اور تکمیل کے بارے میں کئی مقامات پر برملا اظہار کیا ہے۔ مسلم قوم کے تشخص اور فرد کی بھلائی کے لیے انھوں نے ایک جہانِ افکار آباد کر رکھا تھا۔ انھوں نے تعصب سے بالاتر اظہارِ رائے پیش کیا۔ سیاسی منظرنامے پر قومی وحدت اُن کی آرزو تھی جس کے لیے انھوں نے واضح کیا کہ انگریز دشمنی میں کانگریس کا ساتھ دینا اپنی وحدت و حیثیت کو نقصان پہنچانا ہے۔ عادل نظامِ حکومت کا قیام ان کی آرزو تھی جس کی عملی تکمیل کے لیے انھوں نے مسلمانانِ ہند کو یکجا کیا۔ خلاصہ یہی ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کا اتحاد چاہتے تھے۔ ادب اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔ عالمی اور مقامی سطح پر تخلیقِ ادب میں آرزوؤں کا بیان ایک عام سلسلہ ہے۔ انسانی زندگی آرزوؤں اور خواہشات کا بحرِ بیکراں ہے۔ زندگی تمام ہو جاتی ہے آرزوئیں جنم لیتی اور محوِ انتظارِ تکمیل رہتی ہیں۔۔ علامہ اقبال اپنی نظم "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ"(۱۹۶۳ء) میں پہلے مشیر کی زبانی لکھتے ہیں:

آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام(۱)

انسانی فطرت ہے کہ وہ تباہی و بربادی کے بعد امن و امان کا تمنائی ہوتا ہے۔ غرقاب فرد کنارے کی آرزو لیے ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں تصورات اور اثرات کو پرویا ہے۔ ان کے کلام میں ہمیں مشرق و مغرب کے مفکرین کی فکر کے آثار بخوبی نظر آتے ہیں۔ حیاتِ انسانی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دانشور کسی دوسرے منظر کے دیکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اسے اپنے دکھ درد میں شفا کا عنصر دیکھنے کی طلب ہوتی ہے۔ علامہ اقبال اسی مفہوم کے پیشِ نظر "بانگِ درا" کی نظم "رخصت از بزمِ جہاں"(ماخوذ از ایمرسن) میں رقمطراز ہیں:

چشمِ حیراں ڈھونڈتی اب اور نظّارے کو ہے
آرزو ساحل کی مجھ طوفان کے مارے کو ہے(۲)

آرزو ایک حیات آفرین لفظ ہے جس میں زندگی کی جستجو، سعی و کاوش اور مستقبل کی عمارت کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی کے تحت مفکر و ادیب مستغرقِ سخن رہتا ہے۔ تلاشِ حق کی تمنا کو عام طور پر نئے سورج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ادبی اسلوب میں اس کا بیان ایک محرکِ عمل ہے۔ ذوقِ جستجو کے لیے آرزوؤں کی پیدائش لازم ہے۔ اسی کے توسط سے دل کی حیات ہے ورنہ بے آرزو ہونے سے موت کا وقوع عام خیال ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے آرزو کے بارے میں اپنی نظم "آفتابِ صبح" میں تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

آرزو نورِ حقیقت کی ہمارے دل میں ہے
لیلیِ ذوقِ طلب کا گھر اسی محمل میں ہے(۳)

سورج، آفتاب، شمس اور منبعِ نور سے مکالمہ ادیبوں کی منفرد شان ہے۔ انھوں نے فلک کے ذریعے حالات اسی روشنی کے استعارے سے لیے ہیں۔ متذکرہ بالا نظم کے ایک شعر میں انھوں نے واضح کیا ہے کہ پستی اور بلندی دونوں تیرے لیے یکساں ہیں لیکن مجھے کچھ مختلف دیکھنے کی تمنا ہے:

زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لیے
آرزو ہے کچھ اسی چشمِ تماشا کی مجھے(۴)

عہدِ حاضر میں حالات و واقعات کے دھارے بدل گئے ہیں۔ انیسویں صدی کے تقاضے اور ہیں۔ ڈاکٹر حسین احمد پراچہ اپنے ایک کالم میں ذکر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر خورشید رضوی کے مطابق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اگر عہدِ حاضر میں موجود ہوتے تو اُن کے اضطراب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا۔ اُن کی خواہش تھی کہ مسلمان سیاسی استعمار سے مکمل آزادی حاصل کریں۔(۵) انھوں نے مزید لکھا ہے کہ مسلمان نوجوان اپنے معاشرے میں منافرت، فرقہ بندی، ملکی و علاقائی سطح پر تنازعات سے بیزار ہے۔ علامہ اقبال کا فسلفہ خودی، خود پسندی ہر گز نہیں بلکہ احترامِ انسانیت کا متقاضی ہے۔ جسے آسان الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ خودی اور خدا شناسی کے ساتھ کائنات کو مسخر کیا جاسکتا ہے۔(۶)

ادبی حوالے سے کسی کی وفات پر آرزو کا خون کے آنسو رونا ایک عجیب معاملہ و مضمون ہے۔ حضرتِ داغ دہلوی (۱۸۳۱ء-۱۹۰۵ء) کی وفات پر قلبی حالت کچھ اس طرح ہوئی کہ انھوں نے اپنی معروف نظم "داغ" میں برملا لکھا ہے:

آرزو کو خون رُلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیّادِ اجل(۷)

آرزو کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس کی تکمیل یا عدم تکمیل بھی انسانی حیات میں نہایت اہم ہے۔ حضرت اقبال نے واضح کیا ہے کہ آرزو کے خون سے انسانی داستان رنگین ہے۔ اس کا اظہار انھوں نے اپنی نظم "فلسفۂ غم" (میاں فضل حسین [۱۸۷۷ء-۱۹۳۶ء] صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام)(۸) میں کیا ہے:

آرزو کے خُون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں(۹)

خواہش ایک محرکِ حیات ہے۔ ہر لمحہ ایک نیا مرحلہ اضطراب کو بیدار رکھتا ہے۔ قوتِ حرکت اور عمل سے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے۔ آرزو ہر آن میں نئے مناظر پیش کرتی ہے۔ سکون و اطمینان افکارِ اقبال میں بے معنی اور مترادفِ اجل ہیں۔ ہر لمحہ کائنات کے مناظر بدلتے رہتے ہیں۔ اسے اُن کی نظم "عاشقِ ہر جائی" میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے:

آرزو ہر کیفیّت میں اک نئے جلوے کی ہے
مضطرب ہوں، دل سکُوں ناآشنا رکھتا ہوں میں(۱۰)

فطرت کا تقاضا ہے کہ آرزوؤں کو جگایا جائے۔ کائنات میں قدم رکھنے والے ہر فرد کے لیے لازم ہے کہ وہ تمناؤں سے اپنی کیفیت میں اضطراب و حرکت کو فروغ دے۔ شاعرِ مشرق نے نوخیز کے آنکھ کھولنے کے بعد خواہشات کے جہان میں خود کو مضطرب رکھنے کی حالت کو کچھ یوں پیش کیا ہے کہ ان کی نظم "طفلِ شیر خوار" میں انھوں نے پیدائش کے بعد ہی آرزو کی چنگاری جل اُٹھنے کی کیفیت پیش کی، ملاحظہ کیجیے:

تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کھُلتے ہی چمک اُٹھّا شرارِ آرزو[11]

محرک انسان کو آرزو سے آشنا کرتا ہے۔ کیفیت اور منظر نامہ دلی معاملات میں انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ کسی کے دربار پر پہنچ جانا اور وہاں کی کیفیت کا گہرا اثر لینا ایک خاص تعلق اور بے نیازی ہے۔ علامہ اقبال نے "تضمین بر شعر انیسی شاملو[12]" میں لب کو آرزو سے آشنائی کے بارے جس انداز سے پیش کیا ہے اسے ملاحظہ کیجیے:

ابھی نا آشنائے لب تھا حرفِ آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منّت پذیرِ تابِ گویائی[13]

زندگی میں امید اور آرزو کا کردار نہایت نمایاں نظر آتا ہے، خاص طور پر امید سے ہی زیست کا سامان ہے۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین اپنے ایک مضمون میں لکھتی ہیں کہ علامہ اقبال اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ قلبِ انسانی آرزوؤں کی آماجگاہ ہے۔ یہ جذبہ ازل سے ہی انسان کے دل میں موجود رہا ہے۔[14] انھوں نے مزید وضاحت کی ہے کہ علامہ اقبال کے نزدیک انسانی زندگی کا سرمایہ اور قومی ترقی کا راز افراد کی آرزوؤں میں مضمر ہے۔[15] اسی لیے اقبال نے لکھا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی آرزوئیں بلند ہونا چاہییں۔ اُن کی کم تر خواہشات دیکھتے ہوئے انھوں نے دعا کی کہ ان کی آرزوئیں بدل جائیں۔

تری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دُعا ہے تری آرزو بدل جائے![16]

انھوں نے بسا اوقات اپنی ملت کے افراد سے گلہ شکوہ بھی کیا ہے کہ ان کے اندر گدازِ آرزو کیوں نہیں ہے۔ اس جہانِ آب و گل میں سوز از حد ضروری ہے۔ بظاہر مخاطب کوئی ہو لیکن علامہ اقبال نے بلند مقاصد کے تعین و حصول کا آفاقی پیغام دیا ہے۔ انھوں نے کامیاب افراد کو آرزوؤں سے لبریز پایا اور اپنی کیفیت بھی ایسے ہی بیان کی کہ سراپا اضطرابِ آرزو ہونے سے زندگی کی حقیقت کا ادراک اور لطف میسر آتا ہے۔ اگر کوئی رنگینیوں میں شامل ہو اور شورشِ محفل سے مخفی ہے تو یہ کامیاب طریقہ نہیں۔ اسی خیال کو انھوں نے اپنی نظم "گُلِ رنگیں" کے دو مصرعوں میں یوں پیش کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

اس چمن میں مَیں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو[17]

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ کلامِ اقبال میں متعدد مقامات پر اس کا اظہار دیکھنے کو ملتا ہے۔ خواہشات کا دل میں جنم لینا اور ختم ہو جانا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ آپ کی ہر خواہش پوری

ہو۔ یقینی بات ہے کہ علامہ اقبال کی آرزوؤں کی تکمیل ان کی حیات میں نہیں ہو سکی۔ انھوں نے جو خواب دیکھے ان کی تکمیل کے مراحل اب تک طے ہو رہے ہیں۔ وطنِ عزیز کا وجود ان کی دلی آرزو تھی۔ ان کی قلبی کیفیت آرزوؤں کا بیش بہا ذخیرہ ہیں۔ افکارِ اقبال کا تقاضا ہے کہ ان کے حروف و تصورات کو عمیق نظر سے دیکھا جائے تو بیان کا سرمایہ بر آمد ہو گا۔ علامہ بانگِ درا میں خود لکھتے ہیں:

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اُٹھّے گا گفتگو کا
مری خموشی نہیں ہے، گویا مزار ہے حرفِ آرزو کا[۱۸]

اسی نظم میں مزید لکھتے ہیں:

کوئی دل ایسا نظر نہ آیا نہ جس میں خوابیدہ ہو تمنّا
الٰہی تیرا جہان کیا ہے، نگار خانہ ہے آرزو کا
کھُلا یہ مر کر کہ زندگی اپنی تھی طلسمِ ہوَس سراپا
جسے سمجھتے تھے جسمِ خاکی، غُبار تھا کُوئے آرزو کا[۱۹]

علامہ اقبال نے جس سے بھی جو کچھ حاصل کیا اسے تسلیم بھی کیا۔ ان کی ذات اپنے گرد و پیش سے اثرات قبول کرنے والی تھی۔ انھوں نے مشاہدات سے اپنے تصورِ حیات کو آفاقی بنایا ہے۔ انھوں نے اپنے اساتذہ کا احترام کیا اور اُن کی عظمت کے معترف رہے۔ داغؔ کی وفات پر ان کی کیفیت کیا تھی اور اپنے استاد پروفیسر آرنلڈ (۱۸۶۴ء-۱۹۳۰ء) کی موت پر انھوں نے اُن کی یاد میں "نالہ ٔفراق" لکھا۔ جس میں انھوں نے اپنی آرزو کو کچھ اس انداز میں پیش کیا ہے:

ابرِ رحمت دامن از گُلزارِ من برچید و رفت
اندکے بر غنچہ ہائے آرزُو بارید و رفت[۲۰]

انھوں نے اپنی طویل نظموں میں خوب صورت مضامین باندھے ساتھ ہی اس روانی کو ملاحظہ کریں تو یہ بات عیاں ہو گی کہ انھوں نے اپنی خواہشات کو بڑی روانی سے مصرعوں میں پرویا ہے۔ اسی تناظر میں علامہ اقبال کی نظم "ساقی نامہ" کا ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

اُمنگیں مری، آرزوئیں مری
اُمیدیں مری، جُستجوئیں مری[۲۱]

آرزو زندگی کا حاصل ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان اپنی معروف کتاب "روحِ اقبال" میں لکھتے ہیں کہ انسان کی دو صفات مقاصد کی تخلیق اور پیہم آرزو ہیں۔[۲۲] محمد شریف بقا اپنے ایک اخباری کالم میں تحریر کرتے ہیں کہ علامہ اقبال کا شمار ان ادبا و مفکرین میں ہوتا ہے جو معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی اصلاح میں انقلاب کے خواہش مند رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی زندگی میں بھی انقلاب کے آرزو مند ہیں۔[۲۳] قیوم نظامی اپنے کالم "منظر نامہ" میں وطنِ عزیز کی مایوس نسلِ نو کو علامہ اقبال سے راہنمائی کا مشورہ دیتے ہیں کہ فکرِ اقبال کی بدولت وہ مثالی اور معیاری انسان بن سکتے ہیں۔[۲۴] علامہ اقبال صرف ذکر و فکر تک

محدود آرزوؤں کے خلاف تھے۔ انھوں نے خواہشات کی تکمیل کے لیے عملی جدوجہد پر زور دیا ہے۔ "فکرِ اقبال" میں خلیفہ عبدالحکیم (۱۸۹۳ء-۱۹۵۹ء) نے واضح کیا ہے کہ ہمارے علما قدیم طرز پر قائم ہیں جو اب یقین آفریں نہیں رہا۔ افکارِ اقبال کا مقصدِ اولیں یہی رہا ہے مسلمانوں کے فلسفے کو منفرد انداز میں پیش کیا جائے تاکہ نئی تشکیل ممکن ہو سکے۔[۲۵] شمیم حنفی (۱۹۳۹ء-۲۰۲۱ء) نے اقبالیات کے حوالے سے گراں قدر مقالات تحریر کیے۔ ان کی کتاب "اقبال کا حرفِ تمنا" تحقیق و تنقید میں منفرد اضافہ ہے۔ انھوں نے تخلیقی اضطراب کو یوں بیان کیا ہے:

"شاعری میں آگہی کے مقام تک رسائی انہی جذبات کی ہوتی ہے جو کسی بڑے تخلیقی اضطراب کا عطیہ ہوں۔"[۲۶]

یقینی بات ہے کہ اقبال کو سمجھنے کی سکت نہ تو ابلہانِ مسجد کے پاس تھی، نہ ہی ابلہانِ ادب اس سے آشنا تھے۔[۲۷] علامہ اقبال کی شاعری مشرقی تہذیب و احساس کے معیار کی ایک علامت ہے۔ انھوں نے شعری شعور میں اپنے عہد کی جس طرح ترجمانی کی ہے اس کی مثال ہمیں ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔[۲۸] عہدِ اقبال کی ادبی فضا پر انگریز حکومت کا اثر گہرا تھا۔ اس کی ایک مثال انجمن پنجاب (انجمن اشاعتِ مفیدہ) ہے جس کا اصل مقصد ادب اجنبی قوم کی حکومت کو مضبوط کرنا تھا۔ بقولِ شمیم حنفی اب تک بھی کئی افراد اسے تسلیم کرنے سے عاری ہیں کہ یہ غیر ادبی مقاصد کی حامل تھی۔[۲۹] علامہ اقبال نے اپنے خیالات کو حاصل کردہ علوم کے ساتھ ساتھ اپنے مرکزی عقیدہ سے بھی استفادے کا موقع دیا۔ شمیم حنفی نے اپنے ایک مضمون میں واضح طور پر لکھا ہے کہ علامہ اقبال کے ادراک کی شناسائی اس وقت ممکن ہو گی جب اس عہد کے معاشرتی اور فکری سیاق و سباق کو زیرِ مطالعہ لایا جائے گا۔[۳۰] عام طور پر معترضین کا دعویٰ ہے کہ اقبال ترقی یافتہ عہد میں جنگ کے آرزومند تھے۔ علامہ اقبال خود لکھتے ہیں کہ جنگ کا حامی نہیں ہوں نہ کوئی مسلمان شریعت کے حدودِ معینہ کے ہوتے ہوئے اس کا حامی ہو سکتا ہے۔[۳۱] جدید خیالات کی ترسیل کے لیے علامہ اقبال کی آرزو رہی کہ وہ انٹرنس کورس فارسی ترتیب دیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے محمد اکبر منیر کو خط میں لکھا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ فارسی کے ذریعے سے بھی جدید خیالات اور احساسات طلبۂ ہند تک پہنچیں۔[۳۲]

شاعرِ مشرق کی آرزو تھی کہ وہ کسی عادل صاحبِ اقتدار کی اقتدا میں نماز ادا کریں۔ اُن کی یہ آرزو نادر خان کے پیچھے نماز کی ادائیگی سے مکمل ہوئی، جس کا تذکرہ اقبال کی کہانی میں بھی کیا گیا ہے۔[۳۳] افغانستان ہمارے خطے میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ علامہ اقبال کی آرزو تھی کہ افغانستان وحدتِ ملی میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ایک مضمون میں لکھا کہ افغانستان کو ایسے مرد کی ضرورت پیش ہے جو اس خطے کو قبائلی حیات سے نکال کر وحدتِ ملّی کی زندگی سے آگاہ کرے۔[۳۴] ۱۹۳۴ء کے دوران میں علامہ اقبال نے یہ آرزو ظاہر کی کہ مفید کتابوں کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے۔[۳۵] علامہ اقبال حقائق کے بیان میں صداقت کے قائل تھے۔ انھوں نے اس دور کے علما سے ایک ایسا سوال کیا کہ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ اپنی انگریز دشمنی میں کانگریس کا ساتھ دیں اور غیر دینی تصورات کو قبول کرتے رہیں۔[۳۶] سیاسی طور پر ہر قوم کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی وحدت قائم رہے۔ علامہ اقبال نے اتحادِ امتِ مسلمہ کے بارے میں لکھا کہ مسلمانوں کا اتحاد ضروری ہے جو مسلم لیگ ہی

کی وساطت سے ممکن ہے۔ اگر کسی قوم کا شیرازہ بکھر جائے تو اس کی قدرتی طور پر آرزو ہوتی ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی وحدت پالیں۔(۳۷)

ڈاکٹر وحید اختر نے اپنے ایک مضمون میں تنقیدِ نو کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے:

"اقبال کی تشکیلِ نو کا منصوبہ آزاد، فعال اور خلاق اسلامی ذہن و عمل کا منتظر ہے۔ اسی کام کے لیے خود اقبال کی تجویز کردہ تشکیل نو کے نظام کی از سر نو تنقید کی ضرورت ہے۔"(۳۸)

ضرورت اس امر کی ہے کہ افکارِ اقبال میں پوشیدہ خواہشات کی تکمیل کے لیے ادبی، سیاسی اور معاشرتی سطح پر کھوج لگایا جائے تو ہمارے سامنے تین پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ مقاصد کا تعین کیا جائے۔ دوم مسلسل آرزوؤں کو فروغ دیا جائے چاہے خواہشات کی تکمیل نہ بھی ہو تب بھی تمنائیں قائم رکھی جائیں۔ سوم یہ کہ امتِ مسلمہ کی کامیابی وحدت میں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اتحاد کی کوششیں تیز کی جائیں ساتھ ہی نسلِ نو کو فکرِ اقبال کی روشنی میں روبہ عمل کیا جائے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۰۷

۲۔ ایضاً، ۲۰۱۸ء، ص ۹۵

۳۔ ایضاً، ص ۸۱

۴۔ ایضاً، ص ۸۰

۵۔ حسین احمد، ڈاکٹر، اقبال کی آرزو، مشمولہ روزنامہ ۹۲ نیوز، لاہور، ۱۰ نومبر ۲۰۱۸ء، ص ۸

۶۔ ایضاً

۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۱۷

۸۔ آپ ۱۹۲۱ء میں وزیرِ تعلیم رہے اور گورنمنٹ کالج اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ نشستیں ریزرو کرائیں۔ انڈین سول سروس میں مسلمانوں کا کوٹہ قائم کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۹۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۸۲

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۹۷

۱۲۔ ایران سے آنے والے معروف شاعر جو برعظیم میں عبد الرحیم خانِ خاناں کے دربار سے وابستہ رہے۔

۱۳۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۸۱

۱۴۔ بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر، اقبال کا جہانِ آرزو، مشمولہ روزنامہ ایکسپریس لاہور، ۹ نومبر ۲۰۱۸ء،

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۶۷۶

۱۷۔ ایضاً، ص ۵۴

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۵۲

۲۲۔ یوسف حسین خان، ڈاکٹر، روحِ اقبال، وسیب پبلشرز، لاہور، ۲۰۲۰ء، ص ۱۵۴

۲۳۔ شریف بقا، محمد، اقبال اور ہم خیال احباب کی آرزو، مشمولہ روزنامہ پاکستان لاہور، ۹ نومبر ۲۰۱۶ء

۲۴۔ قیوم نظامی، علامہ اقبال کا پیغام نوجوانوں کے نام، مشمولہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۱ اپریل ۲۰۲۱ء

۲۵۔ عبدالحکیم، خلیفہ، فکرِ اقبال، لاہور، بزمِ اقبال، ۱۹۶۴ء، ص ۶۷۲

۲۶۔ شمیم حنفی، اقبال کا حرفِ تمنا، انجمن ترقی اردو ہند، دہلی، ۱۹۹۶ء، ص ۲۹

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ ایضاً ص ۳۱

۳۱۔ مکتوب بنام ظفر احمد محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۹ء، مشمولہ سید مظفر حسین برنی (مرتب) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، اردو اکادمی، دہلی، جلد چہارم، اشاعت اول ۱۹۹۸ء، ص ۴۱۳-۴۱۴

۳۲۔ مکتوب بنام محمد اکبر منیر محررہ ۳۰ جنوری ۱۹۲۲ء، سید مظفر حسین برنی (مرتب) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، اردو اکادمی، دہلی، جلد دوم، اشاعت چہارم، ۱۹۹۹ء، ص ۳۲۲

۳۳۔ الجامعی، ڈاکٹر ظہیر الدین احمد، اقبال کی کہانی، حیدر آباد دکن، ڈاکٹر ظہیر الدین، اشاعت دوم، ۲۰۱۱ء، ص ۵۵

۳۴۔ تاج، تصدق حسین (مرتب) مضامینِ اقبال، حسامی بک ڈپو، حیدر آباد، اشاعت دوم، ۱۹۸۵، ص ۲۰۳

۳۵۔ مکتوب بنام یامین ہاشمی محررہ ۹ مارچ ۱۹۳۴ء، سید مظفر حسین برنی (مرتب) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم اردو اکادمی، حیدر آباد، اشاعت دوم ۱۹۹۹ء، ص ۴۷۴

۳۶۔ تاج، تصدق حسین (مرتب) مضامینِ اقبال، حیدر آباد: حسامی بک ڈپو، اشاعت دوم، ۱۹۸۵، ص ۲۰۳

۳۷۔ تاج، تصدق حسین (مرتب) مضامینِ اقبال، حیدر آباد: حسامی بک ڈپو، اشاعت دوم، ۱۹۸۵، ص ۲۰۳

۳۸۔ وحید اختر، ڈاکٹر، اقبال اور اسلامی فکر کی تشکیلِ نو، مشمولہ اقبالیات، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جلد ۵۴، شمارہ ۳، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۱

References in Roman Script:

1. Muhammad Iqbal, Allama Dr., Kalyat-e-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018. P. 702
2. Ibid, 2018, P. 95
3. Ibid, P.81
4. Ibid,, P. 80
5. Paracha, Dr. Hussain Ahmed, Iqbal Ki Arzoo, Content Daily 92 News Lahore, November 10, 2018, P. 8
6. Ibid
7. Muhammad Iqbal, Allama Dr., Kalyat-i-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018, P. 117
8. He was the Minister of Education in 1921 and reserved more seats for Muslims in Government College and King Edward Medical College Lahore. He played an important role in establishing the quota of Muslims in the Indian Civil Service.
9. Muhammad Iqbal, Allama Dr., Kalyat-i-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018, P. 182
10. Ibid, p. 149
11. Ibid, p. 97
12. A well-known poet from Iran who was associated with the court of Abdul Rahim Khan-e-Khanan in Barazim.
13. Muhammad Iqbal, Allama Dr., Kalyat-i-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018, p. 181
14. Basira Ambreen, Dr. Iqbal Ka Jahan-i Arzoo, published in Daily Express Lahore, November 9, 2018.
15. Ibid
16. Muhammad Iqbal, Allama Dr., Kalyat-e-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018, P. 676
17. Ibid, P. 54
18. Ibid, P. 162
19. Ibid, P. 162
20. Ibid, P. 104
21. Ibid, P. 452
22. Yusuf Hussain Khan, Dr., Soul of Iqbal, Lahore: Wasib Publishers, 2020, P. 154
23. Sharif Baqa, Muhammad, Iqbal and the longings of our close friends, included in Daily Pakistan Lahore, November 9, 2016
24. Qayyum Nizami, Allama Iqbal's message to the youth, content of Nawai Waqt daily, Lahore, April 21, 2021.
25. Abdul Hakim, Khalifa, Fikr-i-Iqbal, Lahore, Bizm-i-Iqbal, 1964, P.672

26. Shamim Hanafi, Iqbal's Harf-e-Tamanna, Delhi: Anjuman Traqhi Urdu Hind, 1996, P.29
27. Ibid, P. 30
28. Ibid
29. Ibid
30. Ibid, P. 31
31. Written by Zafar Ahmad Muharrah on December 12, 1939, compiled by Syed Muzaffar Hussain Burni (compiled) by Iqbal Colleges, Delhi: Urdu Academy, Volume IV, First Publication 1998, P. 413-414
32. Letter to Muhammad Akbar Munir Muharra 30th January 1922, Syed Muzaffar Hussain Burni (compiled) Kuliat-i Makatib-i-Iqbal, Delhi: Urdu Academy, Volume II, Publication IV, 1999, P. 322
33. . Al Jamee, Dr. Zaheeruddin Ahmad, The Story of Iqbal, Hyderabad Deccan, Dr. Zaheeruddin, Second Edition, 2011, P. 55
34. . Taj, Tasadeq Hussain (compiled) Essays of Iqbal, Hyderabad: Hasami Book Depot, second publication, 1985, P. 203
35. . Letter to Yamin Hashmi Muharra, March 9, 1934, Syed Muzaffar Hussain Barni (compiled) Kalyat-i Makatib-i-Iqbal, Volume III Delhi: Urdu Academy, Publication II, 1999, P. 474
36. Taj, Tasadeq Hussain (compiled) Essays of Iqbal, Hyderabad: Hasami Book Depot, second publication, 1985, P. 203
37. Taj, Tasadeq Hussain (compiled) Essays of Iqbal, Hyderabad: Hasami Book Depot, second publication, 1985, P. 203
38. Waheed Akhtar, Dr., Iqbab aur Islami Fikr ki Tashkeel e Nau, Iqbaliat, Volume VIV, Issue 3, July-September 2013,P. 101